فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ القرآن

شرعی کونسل آف انڈیا
(بریلی شریف)

سترہواں فقہی سیمینار
۱۴۴۱ھ/۲۰۲۰ء

موضوع: ۱

لائسنس یا سرٹیفیکیٹ کو بیچنے یا کرائے پر دینے کی شرعی حیثیت

پیشکش
تاج الشریعہ فاؤنڈیشن
www.muftiakhtarrazakhan.com
0092 303 2886671 /makhtarraza1011

وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام جانشینِ مفتیٔ اعظم ہند جگر گوشۂ مفسرِ اعظم شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری علیہ الرحمہ

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور حیات و خدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

شرعی کونسل آف انڈیا

بریلی شریف

کے

سالانہ فقہی سیمنارز

میں ہونے والے

فیصلہ جات

دیئے گئے لنک پر ملاحظہ کیجئے

https://muftiakhtarrazakhan.com/shareecouncil/

۹۲/۷۸۶

سوال نامہ

لائسنس یا سرٹیفکیٹ کو بیچنے یا کرایے پر دینے کی شرعی حیثیت

بڑے بڑے شہروں میں سرکاری عمارتوں مثلا ریلوے اسٹیشن، بس اسٹیشن، ہاسپیٹل، کالج، یونیورسٹی، پل، روڈ وغیرہ کا کام رجسٹرڈ تعمیراتی کمپنیوں کے ذریعے ٹھیکہ پر کرایا جاتا ہے۔ سرکاری محکمہ تعمیرات پروجیکٹ کے اعتبار سے کمپنی کی حیثیت ومعیار جاننے کے لیے بہت سی تفصیلات طلب کرتا ہے مثلا کمپنی کے پاس کس قدر عملہ اور تعمیری آلات اور مشینیں ہیں، ماضی میں کمپنی نے کہاں کہاں کام کیا ہے، اس کا کریکٹر سرٹیفکیٹ، اسٹیٹس سرٹیفکیٹ اور کمپنی کے پاس کتنے قابل اور ماہر انجینئر ہیں ان کی تعداد مع اگریمنٹ پیپر، لائسنس، آدھار کارڈ وغیرہ کی کاپی سرکاری محکمہ میں جمع کرائی جاتی ہے تاکہ یہ اندازہ لگایا جاسکے کہ کمپنی اس پروجیکٹ کا ٹھیکہ لینے کی اہلیت رکھتی ہے یا نہیں؟ بعض تعمیراتی کمپنی حکومت کے سامنے کاغذات کے ذریعے اس بات کو ظاہر کرتی ہیں کہ ان کے پاس پروفیشنل انجینئروں کی مطلوبہ تعداد مکمل ہے تاکہ ان کو ٹھیکہ مل سکے جب کہ ان کے پاس انجینئروں کی اتنی تعداد ہوتی نہیں، اس تعداد کو مکمل دکھانے کے لئے بہت سی کمپنیاں مختلف انجینئروں سے جن کے پاس باقاعدہ حکومت کا جاری کردہ لائسنس ہوتا ہے، ان سے یہ لائسنس ایک خاص مدت کے لیے پیسوں پر خرید لیتی ہیں بلکہ بوقت ضرورت جے ای کے ساتھ انجینئرنگ کی میٹنگ بھی کرادیتی ہیں۔ جس میں پروجیکٹ پر سرکاری حکام کے ساتھ تبادلہ خیال بھی ہوتا ہے اور انجینئروں کو اس بات کی پیشکش بھی کرتی ہیں اگر وہ چاہیں تو ہمارے ساتھ کام بھی کر سکتے ہیں، اس کے عوض بھی ایک مقررہ رقم ملے گی اور اگر کام نہ کرنا چاہیں تب بھی لائسنس دینے کے عوض مطلوبہ رقم ملتی رہے گی اور جب انجینئر ان کے پاس کام کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے تو کوئی ایسا کام ان کے سپرد کر دیتی ہیں جو ان کے معیار سے بہت نیچے کا کام ہوتا ہے اور اس میں انجینئروں کا مالی خسارہ اور پیشہ ورانہ نقصان ہوتا ہے، کمپنیوں کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ انجینئر صرف لائسنس ہی بیچے اور کام نہ کرے تاکہ یہ کمپنی اپنے مخصوص غیر معیاری انجینئروں کے ذریعے من مانی طریقے پر کام کرائے اور زیادہ سے زیادہ منافع کمائے۔ نتیجتاً کوئی معیاری انجینئر اس طرح کی کمپنی کے ساتھ کام نہیں کرتا اور اپنا لائسنس ایک مدت کے لیے کرائے پر دے کر کمپنی سے پیسہ وصول کرتا ہے بلکہ بعض انجینئر ایک سے زیادہ کمپنیوں کے ساتھ یہی معاملہ کر کے پیسہ وصول کرتے ہیں۔ البتہ کمپنی انجینئروں کو اس بات پر راضی کر لیتی ہے کہ جب اسسٹنٹ انجینئر یعنی اے ای جانچ کے لئے آئے تو اس وقت کام کی جگہ پر حاضر رہنا۔ اس کا خرچ الگ سے انجینئروں کو دیا جاتا ہے۔ اے ای جانچ کے بعد ہی چیک پر دستخط کرتا ہے اور کمپنی کو پیسہ ملتا ہے۔

اس شعبے سے جڑے ہوئے کئی لوگوں سے بات چیت کرنے پر یہ بھی پتہ چلا کہ پرائیویٹ سیکٹر میں بھی اب یہ معاملہ پیش ہو چکا ہے بعض پرائیویٹ کمپنی کاغذات کے ذریعے اپنی پوزیشن دکھا کر بڑی بڑی بلڈنگ کا ٹھیکا حاصل کر رہی ہیں ممبئی وغیرہ میں بہت سے مسلم انجینئر اس شعبے سے جڑے ہیں اور وقتاً فوقتاً علمائے کرام سے سوال بھی کرتے ہیں کہ ان کا یہ معاملہ کرانا جائز و درست ہے یا نہیں؟ اور جوابات مختلف ہونے کی صورت میں وہ کشمکش میں پڑ جاتے ہیں اس لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ اس مسئلے کی تحقیق ہو جائے اور اور ایک متفق رائے سامنے آجائے۔

یہ بھی واضح رہے کہ انجینئرنگ کالج کی مطلوبہ تعلیم مکمل کرنے اور تمام تعلیمی اخراجات برداشت کرنے کے بعد متعلقہ شعبہ انجینئر کو اس کی صلاحیت، قابلیت اور مہارت کے بعد جو سرٹیفکیٹ جاری کرتا ہے اس سے خود انجینئر فائدہ حاصل کر سکتا ہے مثلا اس کو دکھا کر تعمیرات کا بڑا سے بڑا آرڈر لے سکتا ہے، اس میں قانوناً و شرعاً کوئی قباحت نہیں، لیکن وہی مذکورہ انجینئر جس کو اس کی صلاحیت اور تعلیمی لیاقت کی بنیاد پر سول انجینئر کی سند دی گئی ہے، اگر اس نے کسی دوسری کمپنی کو بیچ دیا اور اس کمپنی نے اسی سند کی بنیاد پر ٹھیکہ حاصل کر کے کسی غیر تربیت یافتہ اور غیر معیاری انجینئر کے ذریعہ کام کرایا تو اس میں اس بات کا قوی امکان ہے کہ کام کو صحیح طریقے پر نہ کرنے کی وجہ سے عمارت مقررہ میعاد سے پہلے خراب ہو جائے یا گر جائے اور لوگوں کی جان و مال کا نقصان ہو جائے اور اس قسم کے حادثات کی خبر اخباروں میں چھپی بھی رہتی ہے۔ اسی لیے حکومت کی طرف سے لائسنس بیچنے پر پابندی

عائد ہے اور ارباب فقہ وبصیرت پر یہ بات مخفی نہیں کہ حکومت کی ایسی جائز پابندیاں جو مفاد عامہ کے پیش نظر عائد کی گئی ہوں ان کی پاسداری شرعاً بھی لازم ہوتی ہے، مزید بر آں اس میں دھوکہ دہی اور جھوٹ بھی پایا جا رہا ہے جو کہ شرعاً ناجائز و حرام ہے کیونکہ کمپنی اس کو دکھا کر یہ ظاہر کرتی ہے کہ مذکورہ انجینئر اس کے پاس ملازم ہے اور یہ جھوٹ اور حکومت کے ساتھ فریب دہی ہے اور انجینئر بھی اس میں برابر کا شریک ہے۔ اگر اس معاملہ کو کسی طور پر جھوٹ اور دھوکہ دہی سے پاک کر دیا جائے تب بھی لائسنس کو بیچنا، خریدنا یا کرائے پر دینا شرعی نقطہ نظر سے سخت محل نظر ہے کہ لائسنس در حقیقت حکومت کی طرف سے ایک اجازت نامہ ہے جو کسی کام کو کرنے کی اہلیت اور اس کا مجاز ہونے کا تحریری ثبوت ہے، مال نہیں، جس کو بیچنا، خریدنا یا کرائے پر دینا جائز ٹھہرے۔ لیکن انجینئروں کی ایک بھاری تعداد پورے ملک میں مختلف کمپنیوں کو اپنا لائسنس بیچ کر یا ایک مخصوص مدت کے لیے کرائے پر دے کر پیسہ کمانے میں مصروف ہے بلکہ ایک انجینئر کئی کئی کمپنیوں میں اپنے لائسنس کی کاپی اور ایگریمنٹ پیپر جمع کر کے پیسہ وصول کر رہا ہے۔

اس طرح کا معاملہ صرف شعبہ تعمیرات ہی میں نہیں پایا جا رہا ہے بلکہ میڈیکل لائن میں بھی عام ہو گیا ہے مثلاً میڈیکل اسٹور کھولنے کے لیے بی فارما (B.Pharma) یا کم از کم ڈی فارما (D.Pharma) کی سند ضروری ہے اور ایک شخص بی فارما یا ڈی فارما کرنے کے بعد میڈیکل اسٹور کھول سکتا ہے مگر شہر میں اچھی جگہ پر دکان لینے کے لیے زیادہ کرایہ اور ڈپوزٹ یا پگڑی کے نام پر بھاری رقم دینی پڑتی ہے جو سب کے بس میں نہیں، لہٰذا جن کے پاس پیسہ ہے اور وہ میڈیکل کھولنا چاہتا ہے مگر اس کے پاس سند نہیں وہ کسی بی فارما یا ڈی فارما کا سرٹیفکیٹ رکھنے والے شخص سے ماہانہ کچھ ہزار رقم پر سمجھوتہ کر لیتا ہے اور اس کی سند سی ایم او (C.M.O) یعنی چیف میڈیکل آفیسر کے دفتر میں دکھا کر اسی نام سے میڈیکل اسٹور چلانے کا اجازت نامہ حاصل کر لیتا ہے۔ اس طرح سے بہت سے افراد اپنی سند بیچ کر یا کرایہ پر دے کر پیسہ کماتے ہیں، یہ بھی قانوناً جرم ہے کیونکہ جب آفیسر جانچ کے لئے آتا ہے تو اس وقت سرٹیفکیٹ ہولڈر کو میڈیکل اسٹور والے بلا لیتے ہیں اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ میڈیکل اسٹور انہی کا ہے، ہم یہاں کام کرتے ہیں اور کبھی کچھ لے دے کر معاملہ رفع دفع کر دیتے ہیں کیونکہ اس میں بھی جھوٹ اور حکومت کے ساتھ دھوکہ دہی اور تعاون علی الاثم ہے جو شرعاً ناجائز و حرام ہے۔ لیکن کیا روزی روٹی کی حاجت کے پیش نظر جواز کی کوئی صورت نکل سکتی ہے جب کہ یہ معاملہ جھوٹ اور دھوکہ دہی سے پاک ہو؟ اہل علم پر مخفی نہیں کہ بہت سے عقود و معاملات جو اصلاً ناجائز تھے مگر بعد کے فقہائے کرام نے ضرورت و حاجت یا تعامل ناس وغیرہ کی بنیاد پر ان میں جواز کا قول فرمایا، تو کیا یہاں بھی اسباب ستہ میں سے کسی سبب کی بنیاد پر اس قسم کی کوئی گنجائش نکل سکتی ہے؟

مذکورہ بالا تفصیلات کی روشنی میں مندرجہ ذیل سوالات مفتیان کرام کی بارگاہ میں پیش ہے امید کہ جلد از جلد ان کا تشفی بخش جواب دے کر "شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف" کو شاد کام فرمائیں گے۔

سوالات:

(۱) کسی کام کو کرنے کی اہلیت و لیاقت اور اجازت کے ثبوت کے طور پر متعلقہ شعبہ کی طرف سے جو لائسنس یا سرٹیفکیٹ جاری کیا جاتا ہے اس کی حیثیت کیا ہے؟

(۲) کسی بھی شخص کا اپنا لائسنس یا سرٹیفکٹ چند سالوں کے لئے بیچنا یا کرایہ پر دینا کیسا ہے؟ اگر ناجائز ہے تو اس کے ذریعہ حاصل شدہ رقم کا کیا حکم ہے؟

(۳) انجینئر لائسنس دینے کے بعد کبھی کبھی کوئی معمولی کام بھی کر دیا کرے اور کمپنی سے یہ کام طے ہو جائے تو اب پیسہ لینا اس کے لئے جائز و درست ہوگا یا نہیں؟ کیا مسلم اور غیر مسلم کمپنیوں کے لحاظ سے حکم پر کوئی فرق پڑے گا؟

(۴) ایک انجینئر کو بیک وقت کئی کمپنیوں میں کام کرنے کی قانوناً اجازت ہے تو وہ اجیر مشترک کی طرح ہوا، اگر وہ کئی کمپنیوں سے طے شدہ معمولی کام کے عوض بطور مذکورہ پیسہ حاصل کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

(۵) کتب فقہ میں بہت سے ایسے عقود و معاملات مذکور ہیں جو پہلے ناجائز تھے مگر بات کے فقہائے کرام نے ضرورت و حاجت اور تعامل ناس وغیرہ اسباب ستہ کی بنیاد پر جواز کا قول فرمایا تو مسئلہ دائرہ میں بھی مسلم انجینئروں یا مسلم کمپنیوں کے لیے کسی سبب کی بنیاد پر جواز کی گنجائش نکل سکتی ہے؟

مرتب سوالات: شمشاد احمد مصباحی، جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی، مئو

۹۲/۷۸۶

فیصلہ

لائسنس یا سرٹیفکیٹ کو بیچنے یا
کرایے پر دینے کی شرعی حیثیت

فیصلہ و تجویز: لائسنس یا سرٹیفکیٹ کو بیچنے یا کرایے پر دینے کی شرعی حیثیت

سوال(۱): کسی کام کو کرنے کی اہلیت ولیاقت اور اجازت کے ثبوت کے طور پر متعلقہ شعبہ کی طرف سے جو لائسنس یا سرٹیفکیٹ جاری کیا جاتا ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

الجواب(۱): جملہ مندوبین کرام اس مسئلہ پر متفق ہیں کہ کسی شخص کا لائسنس یا اس کا سرٹیفکیٹ اس شخص کی علمی لیاقت وصلاحیت و تجربہ کی سند اور وثیقہ ہے اور سند بحیثیت سند مال متقوم نہیں ہے لہٰذا لائسنس اور سرٹیفکیٹ مال متقوم نہیں ہے جیسا کہ نویں فقہی سیمینار منعقدہ ۱۲،۱۱،۱۰ رجب المرجب ۱۴۳۳ھ میں باتفاق رائے یہ مسئلہ طے ہو چکا ہے۔

چنانچہ فیصلہ جات شرعی کونسل میں ہے: ”سند و مارکشیٹ مال متقوم نہیں ہے بلکہ ایک وثیقہ اور علمی لیاقت کی دستاویز ہے البتہ سند سازی ایک عمل ہے اس کی اجرت لینا جائز ہے۔ تنویر الابصار اور رد المحتار میں ہے: **یستحق القاضی الاجر علی کتاب الوثائق والمحاضر والسجلات قدر مایجوز لغیرہ کالمفتی فانہ یستحق اجر المثل علی کتابۃ الفتویٰ**“ [ص۲۱۷،۲۱۸]

سوال(۲): کسی بھی شخص کا اپنا لائسنس یا سرٹیفکیٹ چند سالوں کے لئے بیچنا یا کرایہ پر دینا کیسا ہے؟ اگر ناجائز ہے تو اس کے ذریعہ حاصل شدہ رقم کا کیا حکم ہے؟

الجواب(۲): مفتیان کرام نے بحث و تمحیص کے بعد باتفاق رائے طے کیا کہ لائسنس اور سرٹیفکیٹ کی بیع و شرا یونہی اسے کرایہ پر دینا جائز نہیں ہے کہ سرٹیفکیٹ اور لائسنس مال متقوم نہیں ہے جبکہ بیع و شرا کے لئے شی کا مال متقوم ہونا ضروری ہے چنانچہ بیع کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فقہائے کرام نے فرمایا ہے: ”**مبادلۃ المال بالمال بتراضی الطرفین**“ [البحر الرائق، ج۵، ص۲۵۶]

اور لائسنس یا سرٹیفکیٹ کو کرایہ پر دینا اس لئے جائز نہیں کہ عقد اجارہ کسی عین سے نفع مقصود کا ہوتا ہے۔ درمختار میں ہے: ”**ھی تملیك نفع مقصود من العین بعوض**“ [درمختار مع ردالمحتار، ج۹، ص۴، کتاب الاجارۃ]

اور بہار شریعت میں ہے: ”جس نفع پر عقد اجارہ ہو وہ ایسا ہونا چاہئے کہ اس چیز سے وہ نفع مقصود ہو اور اگر چیز سے یہ منفعت مقصود نہ ہو جس کے لئے اجارہ ہوا تو یہ اجارہ فاسد ہے“ [حصہ ۱۴، ص۹۹]

جبکہ لائسنس یا سرٹیفکیٹ کا مقصود صرف صاحب لائسنس کی اہلیت اور گورنمنٹ کی طرف سے کسی کام کی اجازت کا ثبوت اور اس کا اظہار ہے اور جب اس لائسنس کی بیع و شرا اور اس کا اجارہ ناجائز ہے تو اس کے ذریعہ حاصل ہونے والا مال بھی ناجائز ہے۔ رد المحتار میں ہے:

”**لایجوز لأحد من المسلمین اخذ مال احد بغیر سبب شرعی**“ [ج۳، ص۱۹۶، باب التعزیر]

اور جب لائسنس کی بیع عدم مالیت و تقوم اور اجارہ نفع مقصود پر نہ ہونے کی بنا پر ناجائز ہے تو کسی غیر مسلم سے ایسا عقد کر کے مال حاصل کرنا درست ہوگا۔ ردالمحتار میں ہے:"لو باعھم درھما بدرھمین او باعھم میتة بدراھم او اخذ مالا منھم بطریق القمار فذلك كله طیب له"[ج۴،ص۱۸۸]

فتاویٰ رضویہ میں ہے:"باقی اس کی رضا سے اس کا مال جس طرح ملے جس عقد کے نام سے ہو مسلمان کے لئے حلال ہے"[ج۷،ص۱۰۵]

البتہ جن صورتوں میں غدر اور فریب ہو وہ غیر مسلموں سے بھی ممنوع و حرام ہیں۔ ہدایہ میں ہے:"لأن مالھم مباح فی دارھم بأی طریق اخذہ المسلم اخذ مالا مباحا اذا لم یکن فیه غدر"[ج۲،ص۷۰]۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال(۳): انجینئر لائسنس دینے کے بعد کبھی کبھی کوئی معمولی کام بھی کر دیا کرے اور کمپنی سے یہ کام طے ہو جائے تو اب پیسہ لینا اس کے لئے جائز و درست ہوگا یا نہیں؟ کیا مسلم اور غیر مسلم کمپنیوں کے لحاظ سے حکم پر کوئی فرق پڑے گا؟

الجواب(۳): باتفاق رائے طے ہوا کہ اگر انجینئر کسی کمپنی کو لائسنس دینے کے بعد کبھی کبھی کچھ کام کر دے تو جس قدر کام کرے گا اس کی اجرت کا حقدار ہوگا لیکن لائسنس کے معاوضہ لینے کا حکم وہی ہوگا جو جواب نمبر ۲ میں مذکور ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے:"کام کی تین حالتیں سست، معتدل، نہایت تیز، اگر مزدوری میں سستی کے ساتھ کرتا ہے گنہ گار ہے اور اس پر پوری مزدوری لینی حرام ہے اتنے کام کے لائق جتنی اجرت ہے لے"[ج۸،ص۱۲۸، کتاب الاجارۃ] واللہ تعالیٰ اعلم

سوال(۴): ایک انجینئر کو بیک وقت کئی کمپنیوں میں کام کرنے کی قانوناً اجازت ہے تو وہ اجیر مشترک کی طرح ہوا، اگر وہ کئی کمپنیوں سے طے شدہ معمولی کام کے عوض بطور مذکور پیسہ حاصل کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب(۴): اجیر مشترک اپنے کام کی اجرت کا حقدار ہوتا ہے تو جس صورت میں انجینئر اجیر مشترک ہوگا اپنے کام کے اعتبار سے اجرت کا حقدار ہوگا اور اتنی اجرت لینا جائز ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال(۵): کتب فقہ میں بہت سے ایسے عقود و معاملات مذکور ہیں جو پہلے ناجائز تھے مگر بعد کے فقہائے کرام نے ضرورت و حاجت اور تعامل ناس وغیرہ اسباب ستہ کی بنیاد پر جواز کا قول فرمایا تو مسئلۂ دائرہ میں بھی مسلم انجینئروں یا مسلم کمپنیوں کے لئے کسی سبب کی بنیاد پر جواز کی گنجائش نکل سکتی ہے؟

الجواب(۵): باتفاق رائے طے ہوا کہ مسئلہ دائرہ میں اسباب ستہ میں سے کوئی سبب متحقق نہیں ہے۔ لہٰذا ان اسباب کی بنا پر جواز کی گنجائش نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

❊ ❊ ❊